داستان پسند طبائع کے لیے یقیناً باعث تسکین ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● کتاب: دینی مدارس کا نصاب ونظام، نقد ونظر کے آئینے میں　　مصنف: مولانا ابوعمار زاہد الراشدی مدظلہ

ضخامت: ۴۱۶ صفحات　قیمت: ۲۷۰ روپے　　ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا، گوجرانوالہ

واحد تقسیم کار: دارالکتاب غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مدرسہ اگر قوموں کی تربیت گاہ کا نام ہے تو بلاشبہ اس تربیت گاہ میں استاد کے بعد سب سے اہم کردار نصابِ تعلیم کا ہوتا ہے۔ نصابِ تعلیم کی قوت وضعف پر ہی اصل میں قوموں کی ذہنی اپج کا مدار ہوا کرتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں ۱۸۵۷ء میں ایک خونیں انقلاب کا ظہور ہوا۔ جس کے بعد قومی رہنماؤں نے قومی مسائل کا ادراک کرتے ہوئے مختلف مکاتب اور مدارس کو قائم کیا۔ ان میں محمڈن نیشنل کالج علی گڑھ اور دارالعلوم دیو بند نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

ان دونوں اداروں کے نصاب میں جہاں بہت سی جگہوں پر مماثلت موجود تھی' وہاں کئی جگہ پر اختلاف بھی پایا جاتا تھا۔ نصاب میں اختلاف کا پایا جانا کوئی معیوب یا ناپسندیدہ بات ہرگز نہیں۔ جب کبھی دو مختلف الرائے لوگ اپنی ضروریات کے پیشِ نظر کچھ تجویز کریں تو اس میں اختلاف کا پایا جانا عین ممکن ہے۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کی نشاندہی بھی اگر ہمدردی اور خلوص سے کی جائے تو پسند کی جاتی ہے۔

پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے دینی مدارس میں اصلاحات کے مطالبے کی صدائیں سننے میں آرہی ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ مطالبہ کرنے والوں میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جنھیں واضح طور پر مدارس کے نظام کا کوئی ادراک نہیں ہے۔ یا بالفاظ دیگر جنھوں نے کبھی کسی مدرسے کو اندر سے نہیں دیکھا لیکن تبدیلی کا مشورہ کہیں سے بھی دیا جائے' اس پر غور کرنا عین تقاضائے عقل ودانش ہے۔

مولانا ابوعمار زاہد الراشدی دینی حلقوں کے ایک معروف ومشہور بزرگ اور دانشور ہیں۔ خوبصورت اسلوب میں اہم قومی مسائل کا تجزیہ وتحلیل آپ کی تحریر کا خاص انداز ہے۔

زیرِ نظر کتاب آپ کے ان کالموں کا مجموعہ ہے جس میں آپ نے دینی مدارس کے نصاب، نظام اور طریقۂ تعلیم کا جائزہ لیا ہے۔ اور ان میں اصلاح کے پہلوؤں کی واضح نشاندہی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ''نام نہاد'' اصلاح کے مطالبہ کاروں کے اعتراضات کا خوبصورت تجزیہ بھی کیا ہے۔ کتاب اپنے مشمولات کے لحاظ سے دورِ حاضر کے تناظر میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ مدارس کے منتظمین، کارپردازان اور وفاق ہائے مدارس کی نصاب کمیٹیوں کے ارکان کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)